ابن عبد ربہ اور اس کی کتاب "العقد الفرید"

از قلم: محمد شاہد اسلم، ریسرچ اسکالر، اے۔ ایم۔ یو۔ علی گڑھ

نام و نسب: ابو عمر احمد بن محمد بن عبد ربہ بن حبیب بن حُدَیر بن سالم القرطبی المالکی صاحب مطمع الانفس نے ابو عمر و کنیت تحریر کی ہے، ابن کثیر نے حدیر کے بجائے جریر نام تحریر کیا ہے شاید موصوف سے اس بارے میں سہو ہو گیا ہے۔

ابن عبد ربہ ولار کے اعتبار سے اموی تھا اس لئے کہ اس کا دادا ہشام بن عبد الرحمٰن الداخل اندلس میں بنی اُمیّہ کے دوسرے خلیفہ کا آزاد کردہ غلام تھا۔

پیدائش اور علمی مرتبہ: یہ ادیب و شاعر قرطبہ میں ۱۰ رمضان ۲۴۶ھ ، ۲۹ نومبر ۸۶۰م کو پیدا ہوا۔ صاحب جذوۃ المقتبس نے اس کا مولد مالقہ لکھا ہے اور تکملہ بروکلمان میں میلادی سن پیدائش غلطی سے ۸۶۹م درج ہے۔ قرطبہ ہی میں اس کی پرورش ہوئی اندلس کے علمار وادبار سے کسب فیض کیا بالخصوص علم روایت میں وسیع الاطلاع اور شعر و انشار میں ماہر کامل ہو گیا۔ علم حدیث اور فن تاریخ میں ذی مرتبہ اور مستند محقق مانا جانے لگا۔ اسے موسیقی اور طب میں بھی دسترس حاصل تھی۔ یاقوت الحموی نے اپنی تصنیف لطیف معجم الادبار میں لکھا ہے کہ "ابو عمر کو علم میں گراں قدر مقام حاصل تھا وہ دیانت و تقویٰ کے ساتھ ساتھ ادب میں سرداری اور شہرت کا مالک تھا۔ اسے ایسا زمانہ اور حکومتیں ملیں جن میں علم و ادب کی بڑی قدر اور مانگ تھی چنانچہ وہ گمنامی کے بعد مشہور و بلند مرتبہ اور فقیری کے بعد امیر ہو گیا ابن عبد ربہ پر ذوق شاعر غالب تھا یہی اس کی شہرت و عظمت کی اصل نقیب تھی المتنبی اسے ملیح الاندلس کے نام سے یاد کرتا تھا۔

وفات: آخر عمر میں اسے فالج کا اثر ہو گیا تھا چند سال فالج میں مبتلا رہنے کے بعد ۱۸ ار جمادی الاولیٰ ۳۲۸ھ ، ۳، مارچ ۹۴۰م کو اس نے اس دار فانی سے رخت سفر باندھا اور

علم و ادب کا یہ روشن ستارہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے غائب ہوگیا۔ اور قرطبہ کے مقبرہ بنی العباس میں دفن کیا گیا۔

ابن عبد ربہ کی شاعری: الاستاذ احمد حسن الزیات اس کی شاعری پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

ابن عبد ربہ کی شاعری کا بیشتر عمدہ حصہ وصف اور غزل کا ہے مشرقی حسن و شوکت اور مغربی نزاکت و سلاست کو یکجا جمع کر دینے میں اس کی شاعری ابن زیدون کی شاعری سے زیادہ مشابہ ہے۔ اس نے مشرقیوں کے حالات و واقعات کا بنظر عمیق مطالعہ کیا تھا ان کی شاعری و ماحول کا پورا مقلد تھا چنانچہ مشرقیوں میں اسے مقبولیت و شہرت حاصل ہوگئی تھی اور مشرقی لوگوں کی زبان پر اس کا ذکر عام رہتا تھا اور اس کی شاعری کو موضع استشہاد بنایا کرتے تھے۔ چنانچہ وہ اس کے حسن کلام اور افضلیت کے بے حد معترف ہو گئے تھے۔

ابن الخطیب نے روایت کی ہے کہ ولید اندلسی نے جب حج کیا تو وہ واپسی میں مصر ٹھہرا، یہاں وہ عمرو بن عاص کی جامع مسجد میں ابوالطیب المتنبی سے ملا اور کچھ دیر تک اس سے باتیں کرتا رہا پھر متنبی نے کہا کہ ہمیں اندلس کے خوش کلام شاعر (ابن عبد ربہ) کا کلام تو سناؤ چنانچہ ولید نے اسے ابن عبد ربہ کے کچھ چیدہ اشعار سنائے متنبی اشعار سن کر بہت خوش ہوا اور خوب داد دی نیز اس نے مکرر سنانے کی درخواست کی پھر اس نے کہا کہ "اے ابن عبد ربہ! عراق تو تیرے پاس گھسٹ کر پہونچے گا"۔ متنبی کی یہ شہادت اس کی عظمت و رفعت کے لئے بہت کافی ہے۔

ابن عبد ربہ کا شمار کثیر گو شعراء میں ہوتا ہے، حمیدی نے اس کے اشعار کے بیس سے زائد اجزاء دیکھے تھے جو ان اجزاء میں سے تھے جن میں سے بیشتر اس نے حکم بن عبدالرحمن الناصر کے لئے اپنے ہاتھ سے لکھے تھے۔

ابن عبد ربہ کو بیانیہ شاعری میں قوت تامہ حاصل تھی جو کہ عربی شاعری کے ذخیرہ میں بہت ہی کم ہے۔ اندلسی شعراء نے عربی شاعری میں ایک نئی صنف ایجاد کی تھی جسکو

"الوشحات" کے نام سے یاد کرتے تھے اس میں بھی یہ پیش پیش تھا۔

بڑی عمر پانے کے بعد جب بڑھاپے نے جسم میں رعشہ پیدا کر دیا تو وہ اپنی شوخیوں اور رنگیلیوں کو چھوڑ کر مخلصانہ خدا کی طرف رجوع ہو گیا۔ اس زمانے میں اس نے بہت سے اشعار کہے جن کا نام اس نے "محصات" رکھا جن کے ذریعہ اس نے اپنی سابقہ مستی و عشق کی شاعری کا اسی بحر اور قافیہ میں ناصحانہ و زاہدانہ انداز میں جواب دیا ہے۔

ابن عبد ربہ نے اپنی بلند پایہ شاعری ہی پر اکتفا نہ کیا بلکہ اس نے چاہا کہ وہ تصنیف و تالیف کے میدان میں اپنے کمال کا اظہار کرے چنانچہ اس نے ادب کے موضوع پر ایک جلیل القدر کتاب تصنیف کی اور اس کا نام "العقد الفرید" رکھا۔

"العقد الفرید ایک ادبی دستاویز":

العقد الفرید عربی ادب کی بنیادی کتب میں سے ہے جو ابن عبد ربہ کی اہم تالیفات میں سے شمار کی جاتی ہے۔ مصنف نے اس کتاب کا نام صرف "العقد" ہی رکھا تھا چنانچہ فتح ابن خاقان، یاقوت اور ابن خلکان وغیرہ نے اس کا یہی نام دیا ہے لیکن بعد کے ادیب اس کی یکتائی اور عظمت کے پیش نظر "الفرید" لفظ بڑھا کر اسے العقد الفرید کہنے لگے اور اب یہ کتاب اسی نام سے مشہور ہے۔ یہ کتاب عربی ادب کی چوٹی کی کتابوں میں شمار ہوتی ہے جس میں بہت سی بکھری ہوئی مفید باتیں منتشر مسائل متفرق واقعات و حالات، انساب، عروض، اشعار، خطب، علم الحان، تاریخ حتیٰ کہ طب اور موسیقی سے متعلق معلومات بھی یکجا جمع کر دی گئی ہیں، اس کے ساتھ ساتھ اس کتاب میں ابو عبیدہ، جاحظ، اصمعی اور ابن قتیبہ وغیرہ کی جملہ تصانیف کا خلاصہ بھی موجود ہے۔ نیز یہ کتاب صرف عربوں کی تصانیف تک ہی محدود نہیں ہے بلکہ یونانی، فارسی اور سنسکرت کے ترجموں سے مختلف پُر حکمت و دلچسپ باتیں بھی زینت کتاب بنائی گئی ہیں۔ مصنف نے مختلف ابواب باندھنے اور مضامین کی ترتیب دینے میں بڑی خوش اسلوبی اور کمال فن کاری کا ثبوت دیا ہے۔ اس نے اپنی اس علمی و ادبی کتاب کو پچیس ابواب اور ہر باب کو دو فصلوں میں تقسیم کیا ہے۔ ان میں سے ہر باب کو اپنے فصیح و بلیغ تمہیدی

پیش لفظ سے شروع کیا ہے جس میں اس باب کی غرض و غایت بتائی گئی ہے ہر باب کو اس نے ہار کے ایک ہیرے کے نام سے یاد کیا ہے مثلاً یاقوت، زبرجد، زمرد وغیرہ ۔

تعجب خیز امر یہ ہے کہ مصنف نے باوجود اندلسی ہونے کے اس کتاب میں اندلس اور اہل اندلس کے بارے ۔بس اپنے سوا کسی اور کے متعلق ایک لفظ بھی نہیں لکھا ہے چنانچہ صاحب عباد نے جب اس کتاب کی شہرت سنی تو نہایت ہی اشتیاق سے اس کتاب کا مطالعہ کیا جب شروع سے آخر تک پڑھ لیا تو بڑے افسوس کے ساتھ کہا کہ "ھذہ بضاعتنا ردت الینا" یہ تو ہمارا ہی مال و متاع ہمیں واپس دے دیا گیا ہے، میرا خیال تو یہ تھا کہ اس میں کچھ حصہ اندلس اور اہل اندلس کے حالات کا بھی ہو گا ۔ اس میں تو صرف ہمارے ہی ملک کے حالات و واقعات قلم بند ہیں ہمیں اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے ۔ پھر اس نے اس کتاب کو واپس کر دیا۔ یہ کتاب تین جلدوں پر مشتمل ہے اور ہزار سے اوپر اس کے صفحات ہیں۔

العقد الفرید کی ترتیب کچھ اس نوعیت کی ہے کہ جس سے استفادہ میں زرا دقت پیش آتی ہے چنانچہ ڈاکٹر مولوی محمد شفیع نے اس کی فہرست مرتب کر کے یہ مشکل دور کر دی ہے ۔

طباعتیں : العقد الفرید سب سے پہلے ۱۲۹۳ھ/۱۸۷۶ء میں بولاق سے شائع ہوئی۔

قاہرہ سے، ۱۳۰۲ھ/۱۸۸۵ء، ۱۳۰۵ھ/۱۸۸۷ء، ۱۳۱۷ھ/۱۸۹۹ء ۱۳۲۱ھ اور ۱۳۳۱ھ ۔

بیروت سے، ۱۹۵۱ء، ۱۹۵۵ء

اس وقت جو نسخہ ہمارے پیش نظر ہے وہ قاہرہ سے ۱۹۴۱ء میں شائع ہوا ہے جسکی ترتیب و تصحیح کا کام احمد امین، احمد الزین، ابراہیم الابیاری نے انجام دیا ہے ۔

جن کتب خانوں کو اس کتاب کی اشاعت کا شرف حاصل ہوا ان کے نام یہ ہیں المطبعۃ العثمانیہ المطبعۃ الشرقیۃ، المطبعۃ الازہریۃ، المطبعۃ الجمالیۃ، مطبعۃ مصطفیٰ محمد وغیرہ۔

مختار العقد الفرید کے نام سے اس کی ایک تلخیص بھی شائع ہو چکی ہے ۱۹۱۰ء میں جب اس

کا نسخہ قاہرہ سے شائع ہوا جو کہ دوسری طباعت تھی اس کے آخر میں مشکل الفاظ کی فرہنگ بھی دیدی گئی ہے۔

فرانسیسی مستشرق تورنل (TORNEL) نے اصل کتاب کے بعض حصوں کا فرانسیسی زبان میں ترجمہ کرکے انھیں متن کے بغیر شائع کیا ہے۔

ابن عبد ربہ خود اپنی کتاب کے متعلق لکھتے ہیں کہ" وقد ألفت هذا الكتاب وتخيرت جواهره من متخير جواهر الآداب ولحصول من جوامع البيان فكان جوهر ولباب اللباب الخ

اس کے بعد وجہ تسمیہ کے بارے میں لکھتے ہیں۔

وسميته كتاب العقد (الفريد) لما فيه من مختلف جواهر الكلام مع دقة السلك وحسن النظام۔

اس کے بعد اس کے ابواب وفصول کے بارے میں لکھتے ہیں۔

وجزأته على خمسة وعشرين كتاباً، كل كتاب منها جزآن، فتلك خمسون جزءاً في خمسة وعشرين كتاباً۔

اس کتاب کے مقدمہ میں اس نے لکھا ہے کہ" میں نے اس کتاب کے ہر باب میں متعلقہ موضوع سے مطابقت رکھنے والے اشعار بیان کئے ہیں اور ساتھ ہی ہر موضوع کے تحت اس سے متعلق اپنے اشعار بھی درج کردیئے ہیں تاکہ کتاب پڑھنے والے کو معلوم ہوسکے کہ باوجود عربی ممالک سے بعد وانقطاع کے ہمارے مغربی ملک کو نظم ونثر کا بڑا حصہ ملا ہے"۔

اور آخر میں یہ لکھتا چلوں کہ ابن عبد ربہ اس صف کا ادیب ہے جس میں پہلے حافظ اور بعد میں ابو الفرج الاصبہانی تھے اگر وہ دونوں اس سے ادب وتفنن میں بڑھے ہوئے تھے تو علم وتعقل میں اس کا پایہ ان سے بڑھکر تھا۔ اسی لئے فواد لبنانی نے اسے کثیر العلم ادیب لکھا ہے۔

مزید مطالعہ کے لئے درج ذیل کتب کا مطالعہ کیجئے۔

(۱) ابن الفرضی: تراجم علماء الاندلس (۲) الضبی: بقیۃ الملتمس (۳) ابن العماد: شذرات الذهب (۴) الصفدی: الوافی بالوفیات (۵) الیافعی: راۃ الجنان (۶) الثعالبی: یتیمۃ الدهر (۷) ابن خاقان: مطمح الانفس (۸) ابن تغری: النجوم الزاهرة۔